تعزیہ داری کا شرعی حکم

مصنف

الشاہ امام احمدرضا محقق بریلوی

رضی اللہ عنہ

اعالی الافادہ فی تعزیۃ الھند و بیان الشھادۃ

المعروف بہ

تعزیہ داری کا شرعی حکم

-: مصنف :-

شیخ الاسلام والمسلمین، مجدد مائۃ الحاضرہ، قاطع البدعات الضالہ، حامی اہل السنہ، شیخ الطریقہ، ماہر الشریعہ، معجزۃ من المعجزات النبویہ، جامع الدلائل القاہرہ

الشاہ امام احمد رضا محقق بریلوی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

-: ناشر :-

مرکز اہل سنت برکات رضا

امام احمد رضا روڈ، میمن واڈ، پور بندر، گجرات

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	:	(اعالی الافادہ فی تعزیۃ الھند و بیان الشہادۃ)
المعروف بہ	:	**تعزیہ داری کا شرعی حکم**
	:	اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا محقق بریلوی
تصحیح و مقدمہ	:	مناظر اہل سنت، ماہر رضویات، حضرت علامہ عبد الستار ہمدانی برکاتی نوری "مصروفؔ"
کمپوزر	:	ارشد علی جیلانی برکاتی "جانؔ" جبل پوری
سن اشاعت	:	۱۴۲۲ھ مطابق ۲۰۰۲ء
ناشر	:	مرکز اہل سنت برکات امام احمد رضا روڈ، میمن واڈ، پور بندر

مروجہ تعزیہ داری کا حکم

سوال اول :-۱ ۲۴ رصفر المظفر ۱۳۰۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ داریہ کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

الجواب :-

تعزیہ کی اصل اس قدر تھی کہ روضہ پرنور حضور شہزادۂ گلگوں قبا حسین شہید ظلم و جفا صلواۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علی جدہ الکریم وعلیہ کی صحیح نقل بنا کر بہ نیت تبرک مکان میں رکھنا اس میں شرعاً کوئی حرج نہ تھا کہ تصویر و مکانات وغیر ہا ہر غیر جاندار کی بنانا، رکھنا، سب جائز اور ایسی چیزیں کہ معظمان دین کی طرف منسوب ہو کر عظمت پیدا کریں، ان کی تمثال بہ نیت تبرک پاس رکھنا قطعاً جائز۔ جیسے صدہا سال سے طبقۃ فطبقۃ ائمہ دین و علمائے معتمدین نعلین شریف حضور سید الکونین ﷺ کے نقشے بناتے اور ان کے فوائد جلیلہ و منافع جزیلہ میں مستقل رسالے تصنیف فرماتے ہیں۔ جسے اشتباہ ہو وہ امام علامہ تلمسانی کی "**فتح المتعال**" وغیرہ مطالعہ کرے مگر جہال بے خرد نے اس اصل جائز کو بالکل نیست و نابود کر کے صدہا خرافات وہ تراشیں کہ شریعت مطہرہ سے الامان الامان کی صدائیں آئیں۔ اول تو نفس تعزیہ میں روضۂ مبارک کی نقل ملحوظ نہ رہی ہر جگہ نئی تراش، نئی گڑھت جسے اس نقل سے کچھ علاقہ نہ نسبت، پھر کسی میں پریاں، کسی میں براق، کسی میں اور بیہودہ طمطراق، پھر کوچہ بکوچہ، دشت بدشت، اشاعت غم کے لئے ان کا گشت اور ان کے گرد سینہ زنی اور ماتم سازشی کی شور افگنی، کوئی ان تصویروں کی جھک جھک کر سلام کر رہا ہے، کوئی مشغول طواف، کوئی سجدے میں گرا ہے، کوئی ان مایہ بدعات کو معاذ اللہ جلوہ گاہ امام علی جدہ وعلیہ الصلاۃ والسلام سمجھ کر ان ابرق پنی سے مرادیں مانگتا منتیں مانتا ہے، حاجت روا جانتا ہے پھر باقی تماشے، باجے، تاشے، مردوں عورتوں کا راتوں کو میل اور طرح

طرح کے بیہودہ کھیل، ان سب پر طرہ ہیں۔ غرض عشرۂ محرم الحرام کہ اگلی شریعتوں سے اس شریعت پاک تک نہایت بابرکت ومحل عبادت ٹھہرا ہوا تھا، ان بیہودہ رسوم نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کردیا۔ پھر وبال ابتداع کا وہ جوش ہوا کہ خیرات کو بھی بطور خیرات نہ رکھا۔ ریا و تفاخر علانیہ ہوتا ہے۔ پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے، روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں، رزق الٰہی کی بے ادبی ہوتی ہے، پیسے ریتے میں گر کر غائب ہوتے ہیں، مال کی اضاعت ہو رہی ہے، مگر نام تو ہوگیا کہ فلاں صاحب لنگر لٹا رہے ہیں۔ اب بہار عشرہ کے پھول کھلے، تاشے، باجے، بجتے چلے، طرح طرح کی کھیلوں کی دھوم، بازاری، عورتوں کا ہر طرف ہجوم، شہوانی میلوں کی پوری رسوم، جشن یہ کچھ اور اس کے ساتھ تو خیال وہ کچھ کہ گویا یہ ساختہ تصویریں بعینہا حضرات شہداء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے جنازے ہیں۔ کچھ نوچ اتار، باقی توڑ تاڑ، دفن کردیے۔ یہ ہر سال اضاعت مال کے جرم و وبال جداگانہ رہے۔ اللہ تعالیٰ صدقہ حضرات شہدائے کربلا علیہم الرضوان و الثناء کا ہمارے بھائیوں کو نیکیوں کی توفیق بخشے اور بری باتوں سے توبہ عطا فرمائے۔ **آمین۔**

اب کہ تعزیہ داری اس طریقہ نا مرضیہ کا نام ہے، قطعاً بدعت و ناجائز و حرام ہے۔ ہاں اگر اہل اسلام جائز طور پر حضرات شہدائے کرام علیہم الرضوان کی ارواح طیبہ کو ایصال ثواب کی سعادت پر اقتصار کرتے، تو کس قدر خوب ومحبوب تھا اور اگر نظر شوق و محبت میں نقل روضۂ انور کی بھی حاجت تھی، تو اسی قدر جائز پر قناعت کرتے کہ صحیح نقل بغرض تبرک و زیارت اپنے مکانوں میں رکھتے اور اشاعت غم و تصنع الم و نوحہ زنی و ماتم کنی و دیگر امور شنیعہ و بدعات قطعیہ سے بچتے، اس قدر میں بھی کوئی حرج نہ تھا مگر اب اس نقل میں بھی اہل بدعت سے ایک مشابہت اور تعزیہ داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اولاد یا اہل اعتقاد کے لئے ابتلائے بدعات کا اندیشہ ہے۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ:۔

"اِتَّقُوْا مَوَاضِعَ التُّہَمِ"

(تہمت کی جگہ سے بچو)

اور وارد ہوا۔

"مَنْ کَانَ یُؤمِنُ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یَقِفَنَّ مَوَاقِفَ التُّھَمِ۔"

(جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ تہمت کی جگہ نہ کھڑا ہو)

لہذا روضۂ اقدس حضور سید الشہداء کی ایسی تصویر بھی نہ بنائے بلکہ صرف کاغذ کے صحیح نقشے پر قناعت کرے اور اسے بقصد تبرک بے آمیزش منہیات اپنے پاس رکھے، جس طرح حرمین شریفین سے کعبہ معظّمہ اور روضۂ عالیہ کے نقشے آتے ہیں یا "**دلائل الخیرات شریف**" میں قبور پرنور کے نقشے لکھے ہیں۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

محفل میلاد میں شہادت نامہ پڑھنا

سوال دوم:- ۲

از:- امروہہ، مرسلہ مولوی سید محمد شاہ صاحب میلاد خواں۔ ۲۲ شعبان ۱۳۱۱ھ

کیا ارشاد ہے دین متین کا اس مسئلہ میں کہ مجالس میلاد شریف میں شہادت نامہ کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا۔

الجواب:-

شہادت نامہ نثر یا نظم جو آج کل عوام میں رائج ہیں، اکثر روایات باطلہ و بے سروپا سے مملو اور اکاذیب موضوعہ پر مشتمل ہیں۔ ایسے بیان کا پڑھنا سننا شہادت ہو، خواہ کچھ اور مجلس میلاد مبارک ہو، خواہ کہیں اور، مطلقاً حرام و ناجائز ہے۔ خصوصاً جبکہ وہ بیان ایسی خرافات کو متضمن ہو جن سے عوام کے عقائد میں تزلزل واقع ہو کہ پھر تو اور بھی زیادہ زہر قاتل ہے۔ ایسے ہی وجوہ پر نظر فرما کر امام حجۃ الاسلام محمد محمد غزالی قدس سرہ العالی وغیرہ ائمہ کرام نے حکم فرمایا کہ شہادت نامہ پڑھنا حرام ہے۔ علامہ ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی "**صواعق محرقہ**"

میں فرماتے ہیں۔

- **"قال الغزالی وغیرہ یحرم علی الواعظ و غیرہ روایة مقتل الحسین و حکایته الخ"**

پھر فرمایا:-

- **"ما ذکر من حرمة روایة قتل الحسین و ما بعدہ لا ینافی ما ذکرته فی ھذا الکتاب لان ھذا البیان الحق الذی یجب اعتقادہ من جلالة الصحابة و براء تھم من کل نقص بخلاف ما یفعله الوعاظ و الجھلة فانھم یاتون بالاخبار الکاذبة و الموضوعة و نحوھا و لا یبینون المحامل و الحق الذی یجب اعتقادہ الخ۔"**

یونہی جب کہ اس سے مقصود غم پروری و تصنع وحزن ہو تو یہ نیت بھی شرعاً نامحمود، شرع مطہر نے غم میں صبر وتسلیم اور غم موجود کو حتی المقدور دل سے دور کرنے کا حکم دیا ہے، نہ کہ غم معدوم بہ تکلف وزور لانا، نہ کہ بہ تصنع وزور بنانا، نہ کہ اسے باعث قربت وثواب ٹھہرانا، یہ سب بدعات شنیعۂ روافض ہیں۔ جن سے سنی کو احتراز لازم۔

حاشاللہ......!!! اس میں کوئی خوبی ہوتی تو حضور پرنور سید عالم ﷺ کی وفات اقدس کی غم پروری سب سے زیادہ اہم وضروری ہوتی۔ دیکھو حضور اقدس صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ کا ماہ ولادت و ماہ وفات وہی ماہ مبارک ربیع الاول شریف ہے۔ پھر علمائے امت و حامیان سنت نے اسے ماتم وفات نہ ٹھہرایا بلکہ موسم شادی و ولادت اقدس بنایا، امام ممدوح کتاب موصوم میں فرماتے ہیں۔

- **"ایاہ ثم ایاہ ان یشغله (ای یوم عاشوراء) ببدع الرافضة و نحوھم من الندب و النیاحة و الحزن اذ لیس ذلک من اخلاق المومنین و الا لکان یوم و فاته صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اولی بذلک و احری الخ۔"**

عوام مجلس خواں اگر چہ بالفرض صرف روایات صحیحہ بروجہ صحیح پڑھیں بھی تاہم جو اُن کے حال سے آگاہ ہے، خوب جانتا ہے کہ ذکر شہادت شریف پڑھنے سے ان کا مطلب یہی بہ تصنع رونا، بہ تکلف رولانا اور اس رونے رولانے سے رنگ جمانا ہے۔ اس کی شناعت میں کیا شبہ ہے۔

ہاں! اگر خاص بہ نیت ذکر شریف حضرات اہل بیت طہارت صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سید ہم وعلیہم وبارک وسلم، ان کے فضائل جلیلہ ومناقب جمیلہ رویات صحیحہ سے بروجہ صحیح بیان کرتے اور اس کے ضمن میں ان کے فضل جلیل، صبر جمیل کے اظہار میں ذکر شہادت بھی آجاتا اور غم پروری وماتم انگیزی کے اندر سے کامل احتراز ہوتا، تو اس میں حرج نہ تھا مگر ہیہات ان کے اطوار، ان کی عادت، اس نیت خیر سے یکسر جدا ہیں۔ ذکر فضائل شریف مقصود ہوتا، تو کیا ان محبوبان خدا کی فضیلت صرف یہی شہادت تھی؟ بیشمار مناقب عظیم اللہ عزوجل نے انہیں عطا فرمائے۔ انہیں چھوڑ کر اسی کو اختیار کرنا اور اس میں طرح طرح سے بالفاظ رقت خیز ونوحہ نما ومعانی حزن انگیز وغم افزا بیان کو وسعتیں دینا، انہیں مقاصد فاسدہ کی خبریں دے رہا ہے۔

غرض عوام کے لئے اس میں کوئی وجہ سالم نظر آنا سخت دشوار ہے۔ پھر مجلس ملائک مآنس میلاد اقدس تو عظیم شادی وخوشی وعید اکبر کی مجلس ہیں، اذکار غم و ماتم اس کے مناسب نہیں۔ فقیر اس ہیں ذکر وفات والا بھی جیسا کہ بعض عوام میں رائج ہے نہیں کرتا حالانکہ حضور کی حیات بھی ہمارے لئے خیر اور حضور کی وفات بھی ہمارے لئے خیر۔ ﷺ اس تحریر کے بعد علامہ محدث سید محمد طاہر فتنی قدس سرہ الشریف کی تصریح نظر فقیر سے گزری کہ انہوں نے بھی اس رائے فقیر کی موافقت فرمائی۔ والحمد للہ رب العالمین۔ آخر کتاب مستطاب **"مجمع بحار الانوار"** میں فرماتے ہیں۔

"شهر السرور والبهجة مظهر منبع الانوار و الرحمة شهر ربيع الاول فانه شهر امرنا باظهار الحبور فيه كل عام فلا نكدره باسم الوفاة فانه يشبه تجديد الماتم و قد نصوا على كراهته كل عام فى سيد نا الحسين مع انه ليس له اصل فى

امھات البلاد الاسلا میه و قد تحاشوا عن اسمه فی اعراس الاولیاء فکیف به سید الاصفیاء ۔صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ۔"

یعنی ماہ مبارک ربیع الاول خوشی وشادمانی کا مہینہ ہےاور سرچشمۂ انواررحمت ﷺ کا زمانۂ ظہور ہے۔ ہمیں حکم ہے کہ ہرسال اس میں خوشی ظاہر کریں تو ہم اسے وفات کے نام سے مکدر نہ کریں گے کہ یہ تجدید ماتم کے مشابہ ہےاور بیشک علماء نے تصریح کی کہ ہرسال جو سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ماتم کیا جاتا ہے شرعا مکروہ ہےاور خاص اسلامی شہروں میں اس کی کچھ بنیاد نہیں ۔ اولیائے کرام کی عرسوں میں ماتم سے احتراز کرتے ہیں تو حضور پرنور سید الاصفیاء ﷺ کے معاملہ میں اسے کیوں کر پسند کرسکتے ہیں۔ فالحمد للہ علی ما الھم واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

شہادت نامہ پڑھنے کا حکم

سوال سوم:۔ ۳

از:۔ ریاست رامپور محلہ میاں گاناں، مرسلہ مولوی محمد یحییٰ صاحب محرم ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شہادت نامہ پڑھنا کیسا ہے؟ اور اس میں اور تعزیہ داری میں فرق احکام کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب:۔

ذکر شہادت شریف جبکہ روایات موضوعہ وکلمات ممنوعہ ونیت نامشروعہ سے خالی ہو، عین سعادت ہے **عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة** اس کی تفصیل جمیل فتاوی فقیر میں ہےاور اس میں اور تعزیہ داری میں فرق احکام ایک مقدمہ کی تمہید چاہتا ہے۔

فاقول وبالله التوفیق شئی کے لئے ایک حقیقت ہوتی ہےاور کچھ امور زوائد کہ لوازم یا عوارض ہوتے ہیں۔ احکام شرعیہ شئی پر بحسب وجود ہوتے ہیں۔ مجرد اعتبار

عقلی ناصالح وجود مطمح نظر احکام شرع نہیں ہوتا کہ فقہ افعال مکلفین سے باحث ہے، جو فعلیت میں آ نہیں سکتا موضوع سے خارج ہے۔ تغائر اعتبار سے تغائر احکام وہیں ہو سکتا ہے جہاں وہ اعتبارات واقعیہ مفارقہ متعاقبہ ہوں کہ شیٔ کبھی ایک کے ساتھ پائی جاتی ہے کبھی دوسرے کے، تو ہر دو انحائے وجود کے اعتبار سے مختلف حکم دیا جا سکتا ہے اور ایسی ہی جگہ متصور ہے کہ نفس شیٔ کا حکم ان بعض احکام شیٔ مع بعض الاعتبار سے جدا ہو، مگر زوائد کہ لوازم الوجود ہوں ان کے حکم سے جدا کوئی حکم حقیقت کے لئے نہ ہوگا کہ لازم سے انفکاک محال ہے۔ جب لوازم میں یہ حال ہے تو ارکان حقیقت کہ سلخ ماہیت میں داخل ہوں ان سے قطع نظر ناممکن پھر ماہیت عرفیہ میں رکنیت تابع عرف ہے اور بعض اجزائے سلخ ماہیت تغیر اعتبار شیٔ نہیں بلکہ تغیر ماہیت عرفیہ ہے مثلاً نماز عرف شرع میں مجموع ارکان مخصوصہ بہیئات معلومہ کا نام ہے، اب اگر کوئی ان ارکان سے جدا بلکہ تبدیل ہیئات ہی کے ساتھ ایک صورت کا نام نماز رکھے، جو قعود سے شروع اور قیام پر ختم ہو اور اس میں رکوع پر سجود مقدم، تو یہ حقیقت نماز ہی کی تبدیل ہوگی، نہ کہ حقیقت حاصل اور اعتبار متبدل۔ جب یہ مقدمہ ممہد ہولیا فرق احکام ظاہر ہو گیا۔ شہادت نامہ پڑھنے کی حقیقت عرفیہ صرف اس قدر کہ ذکر شہادت شریف حضرات ریحانین رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے آگے پڑھا جائے معاذ اللہ روایات کا موضوع و باطل یا ذکر کا تنقیص شان صحابہ پر مشتمل ہونا ہرگز نہ داخل حقیقت ہے، نہ لازم وجود، ولہذا جو لوگ روایات صحیحہ معتبرہ نظیفہ مطہرہ مثل سر الشہادتین وغیرہ پڑھتے ہیں، اسے بھی قطعاً شہادت ہی پڑھنا اور مجلس کو مجلس شہادت ہی کہتے ہیں، تو معلوم ہوا کہ وہ امور نامشروعہ کہ عارض ہو گئے۔ ہنوز عوارض ہی سمجھے جاتے ہیں اور عوارض قبیحہ سے نفس شیٔ مباح یا حسن قبیح نہیں ہو جاتی بلکہ وہ اپنی حد ذات میں اپنے حکم اصلی پر رہتی اور نہی عوارض قبیحہ کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ جیسے ریشمین کپڑے پہن کر نماز پڑھنا کہ نفس ذات نماز کو معاذ اللہ قبیح نہ کہیں گے بلکہ ان عوارض و زوائد کو تو شہادت ناموں میں ان عوارض کا لحوق بعینہ ایسا ہے جیسے آج کل بعض جہال ہندوستان نے مجلس میلاد مبارک میں روایات موضوعہ و قصص بے سروپا بلکہ کلمات توہین ملائکہ و انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء پڑھنا اختیار کیا ہے۔ اس سے حقیقت مجلس متبدل نہ ہوئی، نہ عوارض نے دائرۂ عروض سے

آگے قدم رکھا۔ جو مجالس طیبہ طاہرہ ہوتی ہیں انہیں بھی قطعاً مجالس میلاد مبارک ہی کہا جاتا ہے اور ہرگز کسی کو یہ گمان نہیں ہوتا کہ یہ کوئی دوسری شئ ہے جو ان مجالس سے حقیقت جداگانہ رکھتی ہے۔ بخلاف تعزیہ داری کہ اس کا آغاز اگرچہ یوں ہیں سنا گیا ہے کہ سلطان تیمور نے از انجا کہ ہر سال حاضر روضۂ مقدسئہ حضور سید الشہداء شہزادۂ گلگوں قبا علی جدہ الکریم وعلیہ الصلاۃ والثناء کو محل امور سلطنت دیکھا۔ بنظر شوق وتبرک تمثال روضۂ مبارک بنوائی اور اس قدر میں کوئی حرج شرعی نہ تھا مگر یہ امر حقیقت متعارفہ سے وجوداً و عدماً بالکل بے علاقہ ہے۔ اگر کوئی شخص روضۂ انور حضرت سید الشہداء آئینے میں لگا کر رکھے ہرگز نہ اسے تعزیہ کہیں گے نہ اس شخص کو تعزیہ دار حالانکہ اتنا امر قطعاً موجود ہے اور یہ ہر سال نئی نئی تراش وخراش کی کھپچی پنّیاں، کسی میں براق، کسی میں پریاں، جو گلی کوچہ گشت کرائی جاتی ہیں، ہرگز تمثال روضۂ مبارک حضرت سید الشہداء نہیں کہ تمثال ہوتی تو ایک طرح کی، نہ کہ صدہا مختلف، انہیں ضرور تعزیہ اور انکے مرکتب کو تعزیہ دار کہا جاتا ہے۔ تو بداہۃً ظاہر کہ حقیقت تعزیہ داری انہیں امور نامشروعہ کا نام ٹھہرا ہے، نہ کہ نفس حقیقت عرفیہ وہی امر جائز ہو اور یہ نامشروعات امور زوائد وعوارض مفارقہ سمجھے جاتے ہوں۔ ولہذا فقیر نے اپنے فتاوے میں قدر مباح کو ذکر کرکے کہا کہ

جہال بے خرد نے اس اصل جائز کو بالکلیہ نیست ونابود کرکے الخ۔

اور آخر میں کہا:-

اب تعزیہ داری اس طریقۂ نامرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت وناجائز وحرام ہے۔

یہ اُسی فرق جلیل ونفیس کی طرف اشارہ تھا جو اس مقدمہ ممہدہ میں گزرا۔ بالجملہ شہادت نامہ کی حقیقت ہنوز وہی امر مباح وممود ہے اور شنائع زوائد وعوارض اگر ان سے خالی اور نیت نامحمود سے پاک ہو ضرور مباح ہے اور تعزیہ داری کی حقیقت ہی یہ امور ناجائزہ ہیں اس قدر جائز سے جسے کوئی تعلق نہ رہا، نہ اس کے وجود سے موجود ہوتی ہے۔ نہ اس کے عدم سے معدوم، تو یہ فی نفسہ ناجائز وحرام ہے۔ اس کی نظیر امم سابقہ میں آغاز اصنام ہے وَدّ و سواع و یغوث و یعوق و نسر صالحین تھے۔ ان کے انتقال پر ان کی یاد کیلئے ان کی صورتیں تراشیں بعد مرور زمان پچھلی نسلوں نے انہیں کو معبود سمجھ لیا، تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ان بتوں کی حالت اپنی

انہیں ابتدائی حقیقت پر باقی تھی، یہ شنائع زوائد وعوارض خارجہ تھے ولہذا شرائع الٰہیہ مطلقاً ان کے ردوانکار پر نازل ہوئیں۔

بخاری وغیرہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔

"كانوا اسماء رجال صالحين من قوم نوح فلما هلكوا اوحى الشيطان الى قومهم ان انصبوا الى مجالسهم التى كانوا يجلسون انصابا وسموها باسمائهم ففعلوا فلم تعبد حتى اذا هلك اولئك و نسخ العلم عبدت"

فاکہی عبید اللہ بن عمیر سے راوی:۔

"قال اول ما حدثت الاصنام على عهد نوح و كانت الابناء تبر الآباء فمات رجل منهم فجزع عليه ابنه فجعل لا يصبر عنه فاتخذ مثالا على صورته فكلما اشتاق اليه نظره ثم مات ففعل به كما فعل ثم تتابعوا على ذلك فمات الآباء فقال الابناء ما اتخذ هذه آباؤنا الا انها كانت الهتهم فعبدوها"

یہ فرق نفیس خوب یاد رکھنے کا ہے کہ اسی سے غفلت کر کے وہابیہ اصل حقیقت پر حکم عوارض لگاتے اور تعزیہ دار تبدیل حقیقت کو اختلاف عوارض ٹھہراتے اور دونوں سخت خطائے فاحش میں پڑ جاتے ہیں۔ و باللہ العصمۃ و اللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

عشرۂ محرم میں سبیل لگانا اور کھانا کھلانا

سوال چہارم:۔۴

مسئلہ از:۔ دھام پور ضلع بجنور، مرسلہ حافظ سید بنیاد علی صاحب۔

۸ محرم الحرام ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یوم عشرہ میں سبیل لگانا اور کھانا کھلانے

اور لنگر لٹانے کے بارے میں دیوبند کے علماء ممانعت کرتے ہیں و نیز کتب شہادت کو بھی جو امر صحیح ہو عند الشرع ارقام فرمایئے۔ اور مجلس محرم میں ذکر شہادت اور مرثیہ سننا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب:۔

پانی یا شربت کی سبیل لگانا جبکہ بہ نیت محمود اور خالصاً لوجہ اللہ ثواب رسانی ارواح طیبہ وائمہ اطہار مقصود ہو، بلاشبہ بہتر و مستحب و کار ثواب ہے۔

● حدیث میں ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:۔

"اذا کثرت ذنوبک فاسق الماء علی الماء تتناثر الذنوب کما یتناثر الورق من الشجر فی الریح العاصف۔"

"جب کہ تیرے گناہ زیادہ ہو جائیں تو پانی پر پانی پلا۔ گناہ جھڑ جائیں گے جیسے سخت آندھی میں پیڑ کے پتے۔" (رواہ الخطیب عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔)

اسی طرح کھانا کھلانا لنگر بانٹنا بھی مندوب و باعث اجر ہے۔

● حدیث میں ہے، رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

"ان اللہ عزوجل یباھی ملائکتہ بالذین یطعمون الطعام من عبیدہ۔"

"اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے جو لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں فرشتوں کے ساتھ مباہات فرماتا ہے کہ دیکھو یہ کیسا اچھا کام کر رہے ہیں" (رواہ ابو الشیخ فی الثواب عن الحسن مرسلا)

مگر لنگر لٹانا جسے کہتے ہیں کہ لوگ چھتوں پر بیٹھ کر روٹیاں پھینکتے ہیں، کچھ ہاتھوں میں جاتی ہیں، کچھ زمین پر گرتی ہیں، کچھ پاؤں کے نیچے آتی ہیں، یہ منع ہے کہ اس میں رزق الٰہی کی بے تعظیمی ہے۔ بہت علماء نے تو روپوں پیسوں کا لٹانا جس طرح دلہن دولہا کی نچھاور میں معمول ہے منع فرمایا ہے کہ روپے پیسے کو اللہ عزوجل نے خلق کی حاجت روائی کیلئے بنایا ہے، تو اسے پھینکنا نہ چاہیئے۔ پھر روٹی کا پھینکنا تو سخت بیہودہ ہے۔

- بزازیہ کتاب الکراہیۃ النوع الرابع فی الھدیہ والمیراث میں ہے کہ:۔

"ھل یباح نثر الدراھم قیل لا و قیل لا باس بہ و علی ھذا الدنانیر و الفلوس و قد یستدل من کرہ بقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الدراھم و الدنانیر خاتمان من خواتم اللہ تعالی فمن ذھب بخاتم من خواتم اللہ تعالیٰ قضیت حاجتہ۔"

- کتب شہادت جو آج کل رائج ہیں اکثر حکایات موضوعہ و روایات باطلہ پر مشتمل ہیں، یونہیں مرثیے۔ ایسی چیزوں کا پڑھنا سننا گناہ و حرام ہے۔

حدیث میں ہے۔

"نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن المراثی۔" (رواہ ابوداؤد و الحاکم عن عبد اللہ بن اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

- ایسے ہی ذکر شہادت کو امام حجۃ الاسلام وغیرہ علمائے کرام منع فرماتے ہیں:۔

کما ذکرہ امام ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقہ

- ہاں اگر صحیح روایات بیان کی جائیں اور کوئی کلمہ کسی نبی یا ملک یا اہل بیت یا صحابی کی توہین شان کا مبالغہ مدح وغیرہ میں مذکور نہ ہو، وہاں بین یا نوحہ یا سینہ کوبی یا گریباں دری یا ماتم یا تصنع یا تجدید غم وغیرہ ممنوعات شرعیہ نہ ہوں، تو ذکر شریف فضائل و مناقب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ کا بلاشبہ موجب ثواب و نزول رحمت ہے۔

"عند ذکر الصالحین تتنزل الرحمۃ۔"

و لہٰذا امام ابن حجر مکی بعد بیان مذکور کے فرماتے ہیں:۔

"ما ذکر من حرمۃ روایۃ قتل الحسین و ما بعدہ لا ینافی ما ذکرتہ فی ھذا الکتاب لان ھذا البیان الحق الذی یجب اعتقادہ من جلالۃ الصحابۃ و براء تھم من کل نقص بخلاف ما یفعلہ الوعاظ و الجھلۃ فانھم یاتون بالاخبار الکاذبۃ الموضوعۃ و نحوھا و لا یبینون المحامل و الحق الذی یجب اعتقادہ" واللہ

سبحانہ تعالیٰ اعلم

عشرۂ محرم میں مرثیہ خوانی کی مجلس

سوال پنجم :-۵

از:- مفتی گنج، ضلع پٹنہ، ڈاکخانہ ایک نگر سرائے ۔ مرسلہ محمد نواب صاحب قادری و دیگر سکان مفتی گنج۔ ۲۷؍ رمضان شریف ۱۳۱۸ھ۔

یہاں عشرۂ محرم میں مجلس مرثیہ خوانی کی ہوتی ہے اور مرثیہ صوفیہ کرام کے پڑھے جاتے ہیں اور سینہ کوبی و بین نہیں ہوتا اور میر مجلس سنی المذہب ہے۔ ایسی مجلس میں شرکت یا اس میں مرثیہ خوانی کا کیا حکم ہے۔بینوا توجروا۔

الجواب:-

جو مجلس ذکر شریف حضرت سیدنا امام حسین و اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ہو جس میں روایات صحیحہ معتبرہ سے ان کے فضائل و مقامات و مدارج بیان کئے جائیں اور ماتم و تجدید غم وغیرہ امور مخالفۂ شرع سے یکسر پاک ہو، فی نفسہ حسن و محمود ہے۔ خواہ اس میں نثر پڑھیں یا نظم اگرچہ وہ نظم بوجہ ایک مسدس ہونے کے جس میں ذکر حضرت سید الشہداء ہے۔ عرف حال میں بنام مرثیہ موسوم ہو کہ اب یہ وہ مرثیہ نہیں جس کی نسبت ہے۔ ”**نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن المراثی**“ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

مختلف رسومات عشرۂ محرم کے متعلق

سوال ششم :-٦

از:- نواب گنج ۲۰ محرم ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان صورتوں میں کہ:۔

(۱) ایک شخص کہتا ہے کہ میں تعزیہ کا چڑھا ہوا نہیں کھاتا ہوں حضرت امام حسین کی نیاز کا کھاتا ہوں۔

(۲) ایک شخص کہتا ہے کہ تعزیہ پر کیا منحصر ہے چڑھونا کوئی ہو میں نہیں کھاتا ہوں، نیاز کھاتا ہوں۔

(۳) ایک شخص کہتا ہے کہ عشرۂ محرم الحرام میں جو کچھ کھانے پینے وغیرہ میں ہوتا ہے دس ۱۰ روز تک تعزیہ کا چڑھا ہوتا ہے۔

(۴) ایک شخص کہتا ہے کہ تعزیہ بت ہے بسبب لگانے صورت کے۔

(۵) ایک شخص کہتا ہے کہ یہ صورت وہ ہے کہ جو براق اور حور جنت میں ہیں۔

(٦) ایک شخص کہتا ہے کہ تعزیہ اور مسجد میں کچھ فرق نہیں بلکہ کہتا ہے مسجد میں کیا ہے؟ وہ اینٹ گارا ہی تو ہے، جو وہاں سجدہ کرتے ہو اور تعزیہ میں ابرق کاغذ وغیرہ ہیں۔

(۷) ایک شخص کہتا ہے کہ بھائی یہ باتیں شرع کی ہیں۔ لکھ کر شرع کے سپرد کرو، آپس میں جھگڑا مت کرو۔

(۸) ایک شخص کہتا ہے کہ تم شرع نہیں سمجھتے۔

(۹) ایک شخص نے کہا جس حالت میں تم شرع کو نہیں سمجھتے ہو تو میں تعزیہ کے چڑھونے کو حرام سمجھتا ہوں۔

الجواب :-

(۱) پہلا شخص اچھی بات کہتا ہے۔ واقعی حضرت امام کی نام کی نیاز کھانی چاہیئے اور تعزیہ کا چڑھا ہوا کھانا نہ چاہیئے۔ اگر اس کے قول کا یہ مطلب ہے کہ وہ تعزیہ کا چڑھا ہوا اس نیت سے نہیں کھاتا کہ وہ تعزیہ کا چڑھا ہوا ہے بلکہ اس نیت سے کھاتا ہے کہ امام کی نیاز ہے تو یہ قول غلط اور بیہودہ ہے۔ تعزیہ پر چڑھانے سے حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز نہیں ہو جاتی اور اگر نیاز دے کر چڑھائیں یا چڑھا کر نیاز دلائیں تو اس کے کھانے سے احتراز چاہیئے اور وہ نیت کا تفرقہ اس کے مفسدہ کو دفع نہ کرے گا۔ مفسدہ اس میں یہ ہے کہ اس کے کھانے سے جاہلوں کی نظر میں ایک امر ناجائز کی وقعت بڑھانی یا کم از کم اپنے آپ کو اس کے اعتقاد سے متہم کرنا ہے اور دونوں باتیں شنیع و مذموم ہیں۔ لہذا اس کے کھانے پینے سے احتراز چاہیئے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) دوسرے شخص کی بات میں ذرا زیادتی ہے۔ اولیائے کرام کی مزارات پر جو شیرنی، کھانا، لوگ بہ نیت تصدیق لیجاتے ہیں اسے بھی بعض لوگ چڑھونا کہتے ہیں اس کے کھانے میں فقیر کو اصلاً حرج نہیں۔

(۳) تیسرے شخص نے نیاز اور تعزیہ کی چڑھاوے میں فرق نہ کیا یہ غلط ہے۔ چڑھونا وہی ہے جو تعزیہ پر یا اس کے پاس لے جا کر سب کے سامنے نذر تعزیہ کی نیت سے رکھا جائے۔ باقی سب کھانے، شربت وغیرہ کہ عشرۂ محرم میں بہ نیت ایصال ثواب ہوں وہ چڑھونا نہیں ہو سکتے۔

(۴) مجسم تصویر کو بت کہتے ہیں۔ اس معنی پر وہ تصویریں کہ تعزیہ میں لگائی جاتی ہیں بت ہیں اور مجازاً کل کو بھی کہہ سکتے ہیں اور اگر بت سے مراد معبود مطلق ہو، تو یہ سخت زیادتی ہے۔ انصاف یہ ہے کہ کوئی جاہل سا جاہل بھی تعزیہ کو معبود نہیں جانتا۔

(۵) اس شخص کا یہ محض افتراء ہے کہ کہاں حور و براق اور کہاں یہ کاغذ پنّی کی مورتیں۔ جس سے کہیں زیادہ خوبصورت کسگروں کے یہاں روز بنتی ہیں اور اگر ہوں بھی تو حور و براق کی تصوریں کب حلال ہیں۔

(۶) یہ شخص صریح گمراہ و بدعقل و بدزبان ہے۔ مسجد کو کوئی سجدہ نہیں کرتا، نہ اس کی حقیقت اینٹ گارا ہے بلکہ وہ زمین کہ نماز و عبادت الٰہی بجالانے کیلئے تمام حقوق عباد سے جدا کرکے اللہ عزوجل کے حکم سے اس کی طرف تقرب کے واسطے خاص ملک الٰہی پر چھوڑی گئی۔ اب وہ شعائر اللہ سے ہوگئی اور شعائر اللہ کی تعظیم کا حکم ہے۔

قال اللہ تعالیٰ۔

"و من یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب۔"

اس مجموعہ بدعات کو اس سے کیا نسبت مگر جہل مرکب سخت مرض ہے۔ والعیاذ باللہ۔

(۷) اس شخص نے اچھا کیا مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ جو بات نہ جانے خود اس پر کوئی حکم نہ لگائے بلکہ اہل شرع سے دریافت کرے۔

قال اللہ تعالیٰ

"فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔"

(۸) اس کے قول کا اگر یہی مطلب ہے کہ تم لوگ بے علم آپس میں بحث نہ کرو، اہل شرع سے پوچھو، تو اچھا کیا اور اگر یہ مراد ہے کہ تعزیہ شرعاً اچھی چیز ہے تم شرع نہیں سمجھتے، تو یہ بہت برا کہا اور شرع پر افتراء کیا۔ اور اگر یہ مقصود ہو کہ شرع سے تو مذمت صاف ظاہر ہے مگر تم لوگ نہیں سمجھتے تو یہ بھی اچھا کہا۔

(۹) اس کا قول حد سے گزرا ہوا ہے۔ تعزیہ کا چڑھاوا کھانا ان وجوہ سے جو ہم نے ذکر کیں مکروہ و ناپسند ضرور ہے مگر حرام کہنا غلط ہے۔

فتاوی عالمگیریہ میں ہے کہ :-

اس بکری کو جو ہندو نے اپنی بت کے نام پر مسلمان سے ذبح کرایا اور مسلمان نے اللہ عزوجل کی تکبیر کہہ کر ذبح کردی، تصریح فرمائی کہ حلال ہے۔ **و یکرہ للمسلم** مسلمانوں کیلئے مکروہ ہے۔ جب وہاں صرف کراہت کا حکم تو یہاں تحریم کیوں کر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

شیعوں کی مجلس مرثیہ خوانی میں جانے کی ممانعت

سوال ہفتم :- ۷

مسئلہ از :- اترولی، ضلع علی گڑھ، محلّہ مغلاں، مرسلہ اکرام عظیم صاحب۔

۱۸/ جمادی الاولی ۱۳۲۱ھ

مجلس مرثیہ خوانی اہل شیعہ میں اہل سنت و جماعت کو شریک و شامل ہونا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب :-

حرام ہے حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں :-

"من کثر سواد قوم فھو منھم۔"

وہ بدزبان ناپاک لوگ اکثر تبرّا بک جاتے ہیں، اس طرح کہ جاہل سننے والوں کو خبر بھی نہیں ہوتی اور متواتر سنا گیا ہے کہ سنیوں کو جو شربت دیتے ہیں اس میں نجاست ملاتے ہیں اور کچھ نہ ہو تو اپنے یہاں کی قلتّین کا پانی ملاتے ہیں اور کچھ نہ ہو تو وہ روایات موضوعہ و کلمات شنیعہ و اتم حرام سے خالی نہیں ہوتی اور یہ دیکھیں سنیں گے، اور منع نہ کرسکیں گے۔ ایسی جگہ جانا حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فلا تقعد بد الذکریٰ مع القوم الظالمین ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تعزیہ بنانا، تعزیہ پر نذر و نیاز کرنا اور عرضی تعزیہ پر لٹکانا

سوال ہشتم :- ۸

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ :-

تعزیہ بنانا اور اس پر نذر و نیاز کرنا، عرائض بامید حاجت براری لٹکانا اور بہ نیت بدعت حسنہ اس کو داخل حسنات جاننا اور موافق شریعت ان امور کو اور جو کچھ اس سے پیدا اور یا متعلق ہوں کتنا گناہ ہے اور زید اگر ان باتوں کو جو فی زمانہ متعلق تعزیہ داری و الم داری کے ہیں، موافق مذہب اہل سنت کے تصور کرے، تو وہ کس قسم کے گناہ کا مرتکب ہوا اور اس پر شرع کی تعزیر کیا لازم آتی ہے اور ان امور کے ارتکاب سے وہ شرک خفی یا جلی میں مبتلا ہے یا نہیں؟ اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے باہر ہوئی یا نہیں؟ درصورتیکہ وہ امور متذکرۂ بالا کو داخل عقیدت اہل سنت و الجماعت بنظر ثواب عمل میں لاتا ہو۔ بینوا توجروا۔

الجواب :-

افعال مذکورہ جس طرح عوام زمانہ میں رائج ہیں بدعت سیئہ و ممنوع و ناجائز ہیں۔ انہیں داخل ثواب جاننا اور موافق شریعت و مطابق مذہب اہل سنت ماننا اس سے سخت تر و خطائے عقیدہ و جہل اشد ہے۔ شرعی تعزیر حکم شرع سلطان کی رائے پر مفوض ہے باایں ہمہ وہ شرک و کفر ہرگز نہیں، نہ اس بناء پر عورت نکاح سے باہر ہو، عرائض بامید حاجت براری لٹکانا محض بہ نیت توسل ہے، جو اس کا جہل ہے کہ امور ممنوعہ لائق توسل نہیں ہوتے، باقی حاجت روا بالذات کوئی کلمہ گو حضرت امام عالی مقام رضی اللہ کو بھی نہیں جانتا کہ معاذ اللہ شرک ہو، یہ وہابیہ کا جہل و ضلال ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقط۔

تمت بالخیر